کلاس واقفینِ نَو

بعد ازاں سات بج کر دس منٹ پر واقفینِ نَو بچوں کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عمر مظہر نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم کمال عباس قاضی نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم نور احمد رضا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی۔

"عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ"

اس حدیث کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم حماد اکمل نے پیش کیا "حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنّت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔"

اس کے بعد عزیزم سیّد شاہ زیب احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مساجد کی اہمیت

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

بعد ازاں عزیزم حافظ سعید الدین احمد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے منظوم کلام

اک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

میں سے چند اشعار پیش کئے۔

بعد ازاں عزیزم کمال احمد ملہی صاحب اور عزیزم طٰہٰ شکیل احمد نے ہالینڈ میں مساجد کے حوالہ سے ایک پریزنٹیشن دی۔

☆......**عزیزم کمال احمد ملہی نے اپنا مضمون پیش کرتے ہوئے بتایا:** سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1888ء میں کشفی طور پر مسجد کی دیوار پر مصلح موعودؓ کا مبارک نام محمودؓ دکھایا گیا تھا۔ جس میں یہ اشارہ بھی تھا کہ دورِ مصلح موعود کو تعمیر مساجد کے ساتھ گہرا تعلق ہوگا۔

چنانچہ عملاً ایسا ہی ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دورِ مبارک میں یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیا غرض جملہ برِّ اعظموں میں متعدد مسجدیں بنوائیں اور ہمیشہ ہی جماعت کو یہ نصیحت فرماتے رہے کہ: **"ہمیں ہر اہم جگہ پر ہی نہیں ہر جگہ پر مسجد بنانی ہوگی۔"**

حافظ قدرت اللہ صاحب کا بیان: جماعت احمدیہ ہالینڈ کے پہلے مبلغ سلسلہ حافظ قدرت اللہ صاحب نے مسجد ہالینڈ کے متعلق بیان فرمایا: مسجد ہالینڈ کے لئے زمین کا حصول ایک بڑا معرکہ تھا۔ ہالینڈ کے کیتھولک چرچ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ ہیگ بلکہ ملک کے کسی گوشہ میں مسجد تعمیر نہ ہونے پائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کا ایسا غیبی ہاتھ دکھایا کہ چرچ کی تمام کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوئیں اور 8 جولائی 1950ء بروز جمعہ ہیگ میں ایک موزوں قطعہ کی باضابطہ منظوری ہو گئی۔ چنانچہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ مل کر مسجد کے لئے ہیگ شہر میں ایک نہایت ہی خوبصورت علاقہ میں زمین خریدی۔

مسجد ہالینڈ عورتوں کے نام: حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک فرمائی کہ ہالینڈ کی مسجد احمدی عورتوں کے چندہ سے تعمیر کی جائے۔ احمدی خواتین نے اپنی گزشتہ مثالی روایات کے عین مطابق اس مالی تحریک کا ایسا والہانہ اور پُر جوش خیر مقدم کیا کہ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے تقریروں اور خطبوں میں اپنی زبانِ مبارک سے متعدد بار اظہار خوشنودی فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا؛ '**مسجد ہالینڈ ہمیشہ کے لئے عورتوں کے نام ہی رہے گی۔**"

مکرم غلام احمد بشیر صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں مسجد کے سنگِ بنیاد کی خوشخبری پہنچی تو حضور کو از حد مسرت ہوئی اور حضورؓ نے ایک پیغام بھجوایا جس میں فرمایا کہ:

"جزاک اللہ۔ مبارک ہو آپ کو بھی اور سب احمدی نومسلموں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کے لئے یہ خدمتِ عظیم بہت بہت مبارک کرے اور ثواب کا موجب بنائے۔ سچ وہی ہے جو سر عبد القادر نے مسجد لنڈن کا افتتاح کرتے ہوئے کہا تھا؛

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ: یہ سعادت کسی طاقت سے نہیں ملتی جب تک خدا جو بخشنے والا ہے خود عطا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب کو مجھے آرام سے یہاں پہنچانے کی سعادت بخشی اور اس کے بدلہ میں ان کو مسجد ہالینڈ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی عزت بخشی۔ یہ وہ عزت ہے جو بہت بڑے بڑے لوگوں کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ ہم نئے سرے سے اسلام کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونا کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ آج دنیا اس قدر کو نہیں جانتی۔ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا کے بادشاہ رشک کی نظر سے ان خدمات کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہالینڈ کے اکثر لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشے۔"

ہیگ مسجد کے ساتھ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا خاص تعلق: ہیگ کی مسجد کے ساتھ حضرت چوہدری صاحبؓ کا ایک خاص تعلق رہا ہے۔ مسجد کی زمین کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ پھر مسجد کے نقشہ جات کی تیاری میں بھی کچھ رہنمائی فرمائی۔ 1955ء کے ابتدا میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے تحت آپؓ نے ہی اس مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضور اقدسؓ کے ارشاد کے ماتحت مسجد کی تکمیل کے بعد بعض حالات کے پیشِ نظر کوئی چھ ماہ تک اس مسجد کے ایک کمرہ میں متعین تھے۔ ان دنوں مسجد میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب اور مکرم ابوبکر ایوب صاحب کو آپؓ کے ساتھ رفاقت اور رہائش کی سعادت حاصل رہی اور اس عرصہ کے بعد بھی حضرت چوہدری صاحبؓ سالہا سال عالمی عدالت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہیگ میں مقیم رہے۔

مسجد ہالینڈ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ مسجد ہالینڈ میں پہلی نمازِ عید حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھائی۔

حضرت چوہدری صاحبؓ اس مسجد کے بارہ میں فرماتے ہیں: 'ہیگ میں مسجد احمدیہ کا ہونا میرے لئے بڑی روحانی تسکین کا موجب تھا۔ یہ مسجد بفضل اللہ لندن کی طرح جماعت احمدیہ کی خواتین کی مالی قربانیوں کی مثالی یادگار ہے۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے اور عمارت کے مکمل ہو جانے پر اس کے افتتاح کی سعادت بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی سے مجھے نصیب ہوئی۔ میرے قیام کے عرصہ میں حافظ قدرت اللہ صاحب امام اور مولوی ابوبکر صاحب ساٹری نائب امام تھے۔ ان دونوں مخلصین کا نیک نمونہ میرے لئے مشعل راہ تھا۔'

اس کے بعد عزیزم طٰہٰ شکیل احمد نے اپنا درج ذیل **مضمون پیش کیا:**

مسجد مبارک ہیگ کی خصوصیت: یورپ کی مساجد میں سے لندن کی مسجد فضل کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ 1924ء میں اس مسجد کی بنیاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خود بنفسِ نفیس اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ پھر دوسرے نمبر پر ہالینڈ کی مسجد کو یہ شرف حاصل ہے کہ 1955ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ علاج کی غرض سے یورپ تشریف لائے تو ان دنوں ہالینڈ کی مسجد زیر تعمیر تھی۔ چنانچہ جب حضور اقدسؓ نے ان ایام میں کوئی دو ہفتہ ہالینڈ میں قیام فرمایا تو اسی دوران زیر تعمیر مسجد میں تشریف لا کر اور مسجد کے حصہ میں کھڑے ہو کر مسجد کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ قادیان کی مساجد اور مسجد فضل لندن کے بعد مسجد مبارک ہیگ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار خلفاء نے اس مسجد کو شرف بخشا۔

مسجد مبارک کو جلانے کی کوشش: 8 اگست 1987ء کی رات جبکہ مکرم عبد الحکیم اکمل صاحب مربی انچارج ہالینڈ مع فیملی جلسہ سالانہ انگلستان پر گئے ہوئے تھے۔ کسی بدبخت نے مسجد کی پچھلی طرف سے ایک کھڑکی توڑ کر اندر آ کر تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ شعیب اکمل صاحب جو اس وقت اوپر کی منزل میں سوئے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھ کھلی تو دھواں پھیلا ہوا تھا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے فوری طور پر فائر بریگیڈ اور پولیس کو اطلاع دی۔ چنانچہ فوری کارروائی ہوئی۔ مسجد کی عمارت چونکہ سیمنٹ کی تھی اس لئے زیادہ نقصان نہیں ہوا البتہ کمرے سیاہ ہو گئے اور مسجد کی تزئین کے قطعات اور قالین وغیرہ جلنے کا نقصان ہوا۔ مسجد کی renovation کے موقع پر ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بیان فرمایا: '1987ء کو اس مسجد کو آگ لگا دی گئی اور آگ لگانے والے کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پولیس نے اپنی طرف سے کوشش کی ہوگی مگر اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا وجوہات تھیں، جو ہم سے مخفی رکھی گئیں۔ چنانچہ جب یہ آگ لگائی گئی تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے صرف زیادہ سے زیادہ پچاس نمازی اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے تھے۔ تو بعد کے خطبہ میں مَیں نے جماعت ہالینڈ کو تسلی دی کہ ہم تو ہمیشہ خدا کے خاص سلوک دیکھ رہے ہیں۔ آپ کو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے دس گنا زیادہ مسجد بنانے کی توفیق بخشے گا اور پچاس نمازیوں کی بجائے پانچ سو نمازی اس مسجد میں نماز پڑھ سکیں گے۔ اب یہ بات میں بھی بھول گیا اور امیر صاحب اور جماعت کے کارندے اور عبد الرشید صاحب آرکیٹیکٹ جنہوں نے اس مسجد میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے، وہ بھی بات بھول چکے تھے اور جس وقت وہ ڈیزائن کر رہے تھے مسجد کو اور ساری عمارت کو اس وقت ان کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی نہیں تھا کہ دس گنا مسجد اللہ نے گویا عملاً وعدہ فرما لیا ہے۔ بعض دفعہ وہ اپنے

عاجز بندوں کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری فرما دیتا ہے۔ ارادہ اللہ کا ہی ہوتا ہے اس لئے وہ بات منہ سے نکل جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے کسی خواب وخیال میں اس وجہ سے طبعی طور پر ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالآخر بہت لمبی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہوگئی تو آرکیٹیکٹ صاحب نے جا کر پیمائش شروع کی تو حیران رہ گئے کہ اس بلڈنگ میں جو عمومی رقبہ کے لحاظ سے اڑھائی گنا ہے، مسجد کا حصہ دس گنا ہے اور بعینہٖ وہی بات پوری ہوئی ہے کہ پچاس کی بجائے پانچ سو نمازی وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں تو یہ اللہ کے کاروبار ہیں۔ یہ میں آپ کو محض اس لئے عرض کرر ہا ہوں کہ خدا کی حمد اور شکر بجالائیں جس حد تک بھی ممکن ہو۔ وہ جماعت سے بے انتہا احسان کا سلوک فرماتا ہے۔‘‘

مسجد مبارک ہیگ کو اس سال 60 سال ہوگئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ مسجد ہالینڈ میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے میں بنیادی کام سرانجام دے رہی ہے۔ جہاں بھی ہالینڈ میں مساجد کا ذکر آتا ہے وہاں جماعت احمدیہ کی تعمیر شدہ مبارک مسجد کا سب سے پہلا ذکر کیا جاتا ہے۔ 2 جون 2004ء کو ملک ہالینڈ کی سابق ملکہ بھی مسجد مبارک میں تشریف لائیں۔

بیت العافیت: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ہالینڈ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر ایک نئی مسجد المیرے میں تعمیر کررہی ہے، جس کا سنگِ بنیاد ہمارے پیارے آقا نے 7 اکتوبر 2015ء بدھ کے روز اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں جلد اس مسجد کی تکمیل کی توفیق ملے۔ آمین۔

مجلس سوال وجواب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفینِ نَو بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆......**ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کیا کہ ہم ہالینڈ میں media سے تعلقات قائم کرنے اور رکھنے میں اتنے کامیاب نہیں ہوئے جو شاید ہونا چاہئے تھا۔ اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کا جو اوّل درجہ کا media ہے، وہ سنسنی اور تہلکہ خیز خبریں چاہتا اور مانگتا ہے۔ جو شاید ہم ان کو نہ دے سکتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہمیں یہاں کیا کرنا چاہئے۔ وہ بیشک ہم سے اپنے لفظوں میں اس کا اظہار تو نہیں کرتے لیکن اس کا احساس ہمیں ضرور دلا دیتے ہیں۔**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بات یہ ہے کہ یہ تو ایک بہانہ ہے کہ میڈیا سنسنی خیز خبریں چاہتا ہے۔ اگر آپ کے تعلق ہوں اور تعلق ایک دن میں نہیں بنا کرتے اور نہ ہی اس طرح تعلق بنتا ہے کہ آج ہمارا جلسہ ہے تو میڈیا کے پاس دوڑے دوڑے جاؤ اور کہہ دو کہ ہمارے جلسہ کی خبر دے دو۔ ایک پرانا تعلق چل رہا ہوتا ہے۔ اب یہاں تعلق بننا شروع ہوا ہے تو جب سے یہاں آیا ہوں تو پانچ دن سے میڈیا مجھے نہیں چھوڑ رہا۔ روز کوئی نہ کوئی انٹرویو کے لئے آجاتا ہے۔ اخبارات والے بھی آتے ہیں۔ ٹی وی چینل والے بھی آتے ہیں۔ ریڈیو چینل والے بھی آرہے ہیں۔ لوکل بھی آرہے ہیں، ریجنل بھی آرہے ہیں۔ religious چینل کے نمائندے بھی آرہے ہیں اور دوسرے بھی آرہے ہیں۔ تو میڈیا سے تعلق بنانے کے لئے پہلے ایک spadework بھی کرنا ہوتا ہے۔ لمبا کام کرنا پڑتا ہے تعلقات بنانے پڑتے ہیں۔ UK والے بھی پہلے یہی کہتے تھے کہ یہ سنسنی خیز خبریں چاہتا ہے اس لئے وہ نہیں آتے۔ میں نے وہاں اس کام کے لئے press cell قائم کیا ہے اور اس کو پانچ یا چھ نوجوان لڑکوں کے سپرد کردیا ہے کہ تم نے کام کرنا ہے۔ اس سال علاوہ اس کے کہ BBC نے میرا انٹرویو لیا بہت سارے لڑکوں کے انٹرویو لئے اور مربیان کے بھی لئے ہیں۔ پھر وہاں کا ایک مشہور ریڈیو سٹیشن ہے، اس نے بھی انٹرویو لیا اور بہت پسند کیا گیا ہے۔ پھر جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ BBC کا نمائندہ آیا اور انہوں نے اپنا ایک Live پروگرام وہاں جلسہ گاہ سے دیا۔ ویسے صرف ایک پروگرام صبح کا دینا تھا لیکن پھر ان کے ہیڈآفس سے phone آیا کہ اس کے بارہ میں لوگوں کی بہت اچھی طرح feedback آرہی ہے، دوپہر کو بھی پروگرام کرلو۔ دوپہر کو ایک اور پروگرام کیا تو پھر phone آیا کہ نہیں شام کا بھی لو۔ پھر شام کا بھی ہوا۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رستے کھولنے ہوتے ہیں، تو اس وقت کھلتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی منشاء ہوتی ہے کہ رستے کھلیں اور دنیا میں کھل رہے ہیں تو ہر ملک کو اس پر کام کرنا چاہئے۔ تو آپ نے اگر ابھی تک نہیں کیا تھا تو تعلقات بناؤ اور تعلقات مستقل ہوں۔ یہ نہیں کہ صبح آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے کہ آج ہمارا فنکشن ہے اور آج تم ہمارے پاس آجاؤ۔ تو اس طرح نہیں ہوتا۔ دوستیاں کرو، تعلقات بڑھاؤ، تحفے دو، چھوٹے چھوٹے آرٹیکل لکھواور کچھ نہیں تو بعض دفعہ اشتہار بھی دینے پڑ جاتے ہیں۔ اشتہار دیں، پیغام تو اس طرح پہنچتا ہے۔ بعض دفعہ پیسے بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کی پبلک ریلیشن اگر زیادہ اچھی ہوگی تو پھر ٹھیک ہے۔ نوجوانوں کی ٹیم بنانی چاہئے اور کوئی پریس کمیٹی بنانی چاہئے اس طرح کام کریں۔ ابھی تک تو جو جرنلسٹ آئے ہیں، چاہے وہ چھوٹے تھے یا بڑے تھے، وہ مربی صاحب کے ساتھ آئے ہیں اور لگتا تھا کہ مربی صاحب کے ساتھ ذاتی تعلقات ہیں۔ تو آپ سب کے ذاتی تعلقات ہونے چاہئیں۔ تو پھر اس طرح میدان کھلتے ہیں۔ آپ لوگ اگر ابھی تک سوئے رہے ہیں تو جاگ جائیں۔ بلکہ جاگے ہیں تو اس جاگنے کو قائم رکھیں۔ وہاں یوکے میں بھی جب ہماری مرکزی press team نے کام شروع کیا تو UK کی اپنی press team جو سوئی ہوئی تھی وہ بھی ایسی جاگی ہے کہ ان کے کئی گنا آگے رابطے ہوگئے ہیں۔

☆......**ایک وقفِ نَو نے سوال کیا کہ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز مسجد کا سنگِ بنیاد رکھتے ہیں تو پہلے پتھر پر ہاتھ رکھ کر کونسی دعا پڑھتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو حضرت ابراہیمؑ نے پڑھی تھی۔ یہی دعا ہمیں پڑھنی چاہئے۔

☆......**ایک وقفِ نو خادم نے سوال کیا کہ یہاں کام پر جو ہمارے colleagues ہیں تو وہ زیادہ تر تبلیغ کے حوالہ سے اتنے سنجیدہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان میں سے ایک دوست ہے اور اس کا تعلق اہلِ سنّت سے ہے۔ وہ اس چیز کی طرف آتا ہی نہیں ہے کہ کسی مسیح موعود کی پیشگوئی ہوئی تھی یا نہیں۔ وہ احادیث کو نہیں مانتے اور اس لئے وہ اس چیز کو نہیں مانتے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی ہوئی تھی۔ تو اس کے بارہ میں رہنمائی چاہئے تھی کہ اس کو کیسے جماعت کا تعارف کیا جائے۔**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اس کو زبردستی تو احمدی مسلمان نہیں بنا سکتے۔ بہت ساری روزانہ کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ ان پر discussion ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ایک عمل دیکھ کر انسان مان جاتا ہے۔ تو اگر آپ کے اپنے عمل ٹھیک ہیں اور اسلام کے مطابق ہیں تو یہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔ پھر سنّیوں میں سے بھی تو بعض احادیث کو مانتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہ سارے سنّی کوئی حدیث بھی نہیں مانتے۔ ان کے بھی مختلف فرقے ہیں سنّیوں کے بھی 34،35 فرقے ہیں۔ جو main سنّی اور شیعہ ہیں ان کی پھر آگے subdivision ہوتی ہے۔ باقی وہ قرآن کریم کو تو مانتے ہیں۔ سورۃ جمعہ کی آیتیں پڑھ کر بتائیں کہ پہلی پانچ آیتوں سے وہ کیا مراد لیتے ہیں۔ اگر وہ آپ کا دوست ہے تو یہ بھی دیکھیں کہ اس کا رجحان کیا ہے۔ پھر کبھی جب موقع ملے تو کسی ایک پوائنٹ پر اس سے discussion شروع کردیں۔ بہت سارے واقعات عرب دوست اپنے لکھتے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے کسی پوائنٹ پر بات کی تو بحث شروع ہوگئی۔ تو باتوں باتوں میں کوئی ایک پوائنٹ لے لو تو اگلا خود ہی کوئی سوال اٹھا دیتا ہے تو پھر اِس کے اوپر discussion شروع ہوجاتی ہے۔ یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے، حدیث میں کیا لکھا ہے۔ بلکہ یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی حالت کیا ہے۔ کیا کسی امام کی ضرورت ہے؟ کسی reformer کے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی امّت کو کیوں چھوڑ دیا۔ ایسی امتِ مرحومہ کیوں بنائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ ایسی امتِ مرحومہ بن گئی ہے کہ بالکل ہی مرحوم ہوگئی ہو۔ اللہ سے رابطہ کچھ نہیں رہا۔ اور اللہ تعالیٰ ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ مجھے سب سے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کی امّت مجھے سب سے پیاری ہے۔ اس کے بعد یہ حال ہے امّت کا کہ آدھے سے زیادہ امّت ایک دوسرے کا سر پھاڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃٌ للعالمین کا خطاب دیا ہے۔ اس طرح کی عام باتیں جو ہوتی ہیں، جو روزمرہ کی معمولی باتیں ہوں۔ ان باتوں میں ان کے weak point سامنے آجاتے ہیں جس پر آپ اپنا point لے سکتے ہیں۔

☆......**اِسی خادم نے عرض کیا کہ ہماری discussion اس بات پر شروع ہوتی ہے کہ جو فرقے ہیں، ان میں سے کون سچا ہے اور کون کیسا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ڈھٹائی کی صورتحال میں آپ اس سوال پر تو نہ جائیں۔ اس کو چھوڑیں اور نہ اس حدیث پر جانے کی کوئی ضرورت ہے۔ یہ point ایسا ہے کہ جس پر وہ اب راضی نہیں ہوگا۔ آپ کی جو discussion ہوچکی ہے تو اپنی بات پر پکّا ہو چکا ہے۔ اور 72، 73 کی تو بات ہی آپ چھوڑیں۔ کونسا فرقہ جھوٹا ہے یا سچا ہے آپ اس سے کہیں تم بھی سچے ہو اور میں بھی سچا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اسلام کی ایسی حالت ہے کہ امّتِ مسلمہ کو کسی leadership کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک point لیا جاسکتا ہے۔ اگر ضرورت ہے تو پھر کس کو ہم leader مانیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو پیشگوئی ہے پھر سورۃ جمعہ کی پہلی پانچ آیتیں

کے ذریعہ جو پیشگوئی ہے پھر سورۃ جمعہ کی پہلی پانچ آیتیں ہیں ان میں جو پیش گوئی ہے اس سے کیا مراد ہے۔ پھر نبیوں سے جو عہد لیا گیا تھا اس سے کیا مراد ہے۔ وہ تو بہت علمی باتیں ہیں شاید اس تک نہ پہنچ سکیں۔ لیکن بہر حال یہ جو عمومی چیزیں ہیں کہ اسلام کی ایسی حالت ہے اس پر مجھے تو بڑا درد ہے تم بتاؤ کہ اس کا کیا حل ہے۔ اسی سے حل پوچھیں۔ اس طرح دوستانہ ماحول میں باتیں ہوجاتی ہیں۔ بعض دفعہ کوئی چیز ایک دم click کر جاتی ہے اور کام ہوجاتا ہے۔ باقی اگر اس نے نہیں ماننا تو زبردستی تو نہیں کی جاسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا تھا کہ کسی کو تم زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتے۔

☆......**اِسی خادم نے سوال کیا کہ یہاں ہمارے مسلمان دوست، یہاں کے معاشرے میں اس طرح بہہ گئے ہیں کہ اب ان میں اپنے مذہب اور ایمان کے بارہ میں سوچنے کا شعور نہیں ہے۔ ان کو ہم کس طرح اپنی طرف لا سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر وہ اتنے پکّے دوست ہیں تو ان کے لئے دعا کریں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شعور دے اور ان کو بتائیں کہ تم لوگ مسلمان ہو کیوں یہاں آ کر اپنے آپ کو اور اسلام کو بدنام کر رہے ہو۔ اس لئے اپنی جو روایات ہیں، جو اپنے roots ہیں اپنی جڑیں ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھو۔

☆......ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کیا کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خلافتِ راشدہ قائم ہوئی تھی، وہ حضرت علیؓ کے بعد رُک گئی تھی تو اس کی کیا وجہ تھی؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:** وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں اِکائی نہیں رہی تھی۔ وحدت نہیں رہی تھی اور فساد پیدا ہوگیا تھا۔ منافقین کا زور ہوگیا تھا۔ اور یہ کچھ ہونا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے اسی میں یہ ذکر ہے کہ پہلے نبوت ہوگی، پھر خلافت ہوگی، نبوت کے منہاج پر۔ پھر بادشاہت ہوگی، شدت پسند بادشاہت ہوگی پھر ایک لمبا زمانہ اندھیرا زمانہ ہوگا۔ پھر دوبارہ مسیح موعود کے ظہور میں نبوت آئے گی اور پھر خلافت قائم ہوگی علی منہاج نبوۃ۔ اور وہ اسی وقت ہونی ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا۔

خلافتِ راشدہ صرف 30 سال رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ لکھا ہے کہ 30 سال ایسا عرصہ تو نہیں ہے کہ ایک بہت لمبا عرصہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ سارے نظام کو تیس سال دے سکتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی 63 سال عمر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہونا اور پھر تیس سال تک رہنا اس سے اللہ تعالیٰ نے بتانا تھا کہ یہ سب کچھ ہوگا۔ اور پھر دوبارہ اسلام کا احیاء ہوگا اور ان سب حالات کے باوجود جو شریعت ہے جو کتاب ہے قرآن کریم ہے وہ تو اپنی اصلی حالت میں قائم رہے گا۔ قرآن کریم کے اب تک محفوظ چلے آنے کے بڑے معجزات ہیں۔ ایک تو یہی معجزہ ہے کہ جب تک قرآنِ کریم پورا نازل نہیں ہوگا شریعت مکمل نہیں ہوگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوگا اور کوئی دشمن قرآنِ کریم کو نقصان نہیں پہنچا سکا۔ پھر قرآنِ کریم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے محفوظ کر لیا اور اب تک اس حالت میں چلا آرہا ہے۔ پھر حفاظ پیدا ہوتے رہے اور یہ محفوظ رہا۔ مختلف حالتوں میں پرنٹ ہوتا رہا۔ پھر اس کی اصل تعلیم اور حقیقی روشنی دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ پھر آپ کے بعد خلافت کا نظام شروع ہوا۔ تو یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ہے کہ جس طرح آپ نے بیان کیا تھا کہ نبوت ہو گی، خلافت ہوگی، ملوکیت ہوگی، بادشاہت ہوگی، اندھیرا زمانہ ہوگا، پھر خلافت ہوگی۔ وہی پوری ہورہی ہے۔ تو اس پر اعتراض کیا ہے۔ باقی یہ کہ کیوں اتنی جلدی ختم ہوگئی تو اس کی کچھ وجوہات تھیں۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے جو فتنہ اٹھا تھا اور مسلمانوں میں اکائی نہیں رہی، وحدت نہیں رہی تھی۔ صحابہ کو تو ہم الزام نہیں دے سکتے، لیکن بہر حال فتنہ اٹھتا رہا اور اس کی وجہ سے پھر دو گروپ بن گئے اور آپس میں لڑائیاں بھی شروع ہوگئیں۔ جب آپس میں لڑائیاں پھوٹ پڑیں تو وہیں برکت اٹھ گئی۔ پھر ultimately یہی ہونا تھا۔ لیکن پھر بھی الزام نہیں دے سکتے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ہے 'اسلام میں اختلافات کا آغاز'۔ وہ پڑھو اس میں ساری چیزوں کا جواب مل جائے گا۔

☆......**ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ ایک عرصہ ہوا ہے میں نے دو تین جگہوں پر aliens کے متعلق ایک تحریر پڑھی تھی۔** اس میں کہا گیا ہے کہ **aliens زمین کا visit کر چکے ہیں۔ اس بارہ میں میرا سوال یہ ہے کہ** اسلام ہماری **اس بارہ میں کیا رہنمائی کرتا ہے کہ کسی اور مخلوق کے وجود ہیں یا نہیں؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز** نے فرمایا: جہاں تک مخلوق کا تعلق ہے تو مخلوق کسی اور planet میں بھی ہوسکتی ہے۔ Universe تو بے تحاشا ہیں۔ کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے زندگی رکھی ہوگی۔

بے تحاشا ہیں۔ کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے زندگی رکھی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السام نے بھی اس بارہ میں لکھا ہے کہ سیاروں میں بھی زندگی ہوسکتی ہے۔ باقی یہ رہا کہ visit کر چکے ہیں۔ یہ تو انہوں نے science fiction کہانیاں بنائی ہوئی ہیں۔ سائنس ناول اور فلمیں بنائی ہوئی ہیں۔ زندگی تو ہوسکتی ہے، ہو۔

☆......**ایک طفل نے سوال کیا کہ ہم احمدی مسلمان کیوں ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: تم پیدائشی احمدی ہو تمہارے ابا امّاں احمدی ہوئے تھے۔ یا پہلے ان کے ابّا امّاں احمدی ہوئے تھے۔ تمہیں نہیں پتہ؟ تم تو اس لئے احمدی ہو یا تمہارے ابا احمدی تھے۔ یا تمہارے دادا احمدی تھے۔ اس لئے احمدی ہو۔ تم کتنے سال کے ہوگئے ہو؟

بچے نے جواباً عرض کیا کہ 6 سال کا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ابھی تو تم اس لئے احمدی ہو کیونکہ تمہارے امّی ابّا احمدی ہیں۔ لیکن جب تم تھوڑے سے بڑے ہو جاؤ گے تو پھر تم سوچنا کہ تم کیوں احمدی ہو۔ پھر پڑھنا کہ احمدیت کیا ہے۔ پھر تمہیں احمدیت کی اچھی اچھی باتیں نظر آئیں گی اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میں کیوں احمدی ہوں۔

☆......**ایک طفل نے سوال کیا کہ جب آپ مسجد کا افتتاح کرتے ہیں تو پودا کیوں لگاتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز** نے فرمایا: ماحول کی خوبصورتی کے لئے پودا لگاتے ہیں کہ اِسی بہانے تھوڑا سبزہ ہوجائے گا، greenery ہوجائے گی۔ پودا لگانا لوگ پسند کرتے ہیں۔ یہاں tree plantation ہوتی ہے۔ تم بھی اگر اطفال الاحمدیہ وقارِ عمل کرے تو پودا لگاؤ تو دیکھو اخبار والے آئیں گے اور بڑے خوش ہوں گے کہ بچے پودا لگا رہے ہیں۔ ہماری یہاں سرسبزی ہوجائے گی۔ تو اس لئے لگاتے ہیں پودا کہ مسجد بھی بن رہی ہے، ساتھ درخت بھی لگ جائے تا کہ اللہ تعالیٰ اس پودے کی بھی پرورش کرے اور یہ بڑھتا رہے۔ اور اسی طرح مسجد کی آبادی بھی بڑھتی رہے۔

☆......**ایک خادم نے سوال کیا کہ میرا جامعہ احمدیہ میں جانے کا ارادہ ہے۔ تو وہاں کی پڑھائی آسان ہے یا مشکل ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: بہت مشکل ہے۔ پڑھ لوگے؟ کونسے جامعہ آنا ہے؟

اس پر خادم نے عرض کیا کہ لندن کے جامعہ میں جانا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بس پھر آجاؤ۔ وہاں پڑھائی آسان ہوجائے گی۔

☆......**ایک خادم نے سوال کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ سارا کچھ کرسکتا ہے تو پھر فرشتوں کی کیا ضرورت ہے؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:** اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک team بنائی ہوئی ہے۔ ان کے ذریعہ سے کام کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی آسمان بنایا اس کے بعد بیٹھ کر نگرانی کرتا ہے۔ وہ بادشاہ ہے، وہ مالک ہے، وہ رب ہے بیٹھا ہوا ہے اور حکم دے رہا ہے کہ یہ کرو اور وہ کرو، تو اس نے مختلف کاموں کے لئے مختلف فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ تم بھی جب افسر بن جاؤ تو کسی سیٹ پر بیٹھے ہو تو تم خود اٹھ کے جاسکتے ہو اور الماری میں سے paper نکال سکتے ہو۔ لیکن تم اپنے کسی ماتحت کو کہتے ہو کہ جاؤ اور کاغذ نکال لاؤ۔ تمہارے teacher بعض کام خود اٹھ کر کرسکتے ہیں لیکن اپنے سٹوڈنٹ کو کہتے ہیں جاؤ فلاں چیز لے آؤ۔ وہ خدا تعالیٰ مالک ہے۔ جو مرضی چاہے کرے۔ اسلئے اس نے فرشتے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اسی طرح جس طرح سے نوکر ہوتے ہیں۔ تو سمجھو وہ نوکر ہی ہیں۔

....